83721 ـ عقد نكاح كے بعد بيوى تبديل ہو گئى كيا طلاق دے دے ؟

سوال

ميں اپنى ايك قريبى رشتہ دار لڑكى سے چھ ماہ قبل عقد نكاح كيا، يہ علم ميں رہے كہ ميں كسى دوسرے ملك ميں ملازمت كرتا ہوں، منگنى اور عقد نكاح يہ سب سفر كى حالت ميں ہى ہوا، جب سے ميرا عقد نكاح ہوا ہے بيوى ميں بہت تبديلى پيدا ہو چكى ہے اور وہ بہت ہى نحوست كرنے لگى ہے اور اسے شك ہے كہ ميرے ساتھ اس كى زندگى سعادت مند نہيں رہےگى.
اور پھر مستقبل ميں بھى وہ ايسا محسوس نہيں كرتى اس ليے وہ مجھ سے طلاق طلب كرنے لگى ہے، كيا ميرے ليے اسے طلاق دينا جائز ہے ؟
يہ علم ميں رہے كہ وہ ميرے ليے اہم قسم كے معاملات ميں ميرى مخالفت كرتى ہے مثلا مكمل شرعى پردہ، اور مخلوط جگہ ملازمت كرتى ہے، ميں اپنے دين كى حفاظت كرنا چاہتا ہوں برائے مہربانى مجھے بتائيں ميں كيا كروں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اصل ميں طلاق مكروہ ہے؛ كيونكہ اس سے سسرالى رشتہ دارى ميں قطع رحمى ہوتى ہے، اور خاندان بكھر كر اولاد ضائع ہو جاتى ہے.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" اصل ميں طلاق ممنوع ہے، بلكہ بقدر ضرورت مباح كى گئى ہے "

ديكھيں: مجموع الفتاوى (33 / 81).

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اصل ميں طلاق مكروہ ہے، اس كى دليل يہ ہے كہ اللہ سبحانہ و تعالى نے ايلاء كرنے والوں كے متعلق فرمايا ہے:

اور وہ لوگ جو اپنى بيويوں سے ايلاء كرتے ہيں .

يعنى وہ قسم اٹھاتے ہيں كہ اپنى بيويوں سے چار ماہ تك مجامعت نہيں كرينگے پھر فرمايا:

اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے، اور اگر طلاق کا ہی قصد کر لیں تو اللہ تعالی سننے والا جاننا والا ہے البقرۃ (226 ـ 227).

اس میں کچھ دھمکی سی پائی جاتی ہے، لیکن واپس پلٹ آنے میں اللہ نے فرمایا: " یقینا اللہ بخشنے والا مہربان ہے " تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اللہ عزوجل کو طلاق پسند نہیں، اور اصل میں طلاق مکروہ ہے، اور واقعتا یہی ایسے ہی ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (10 / 428).

لیکن جب لوگوں کی طبیعت اور ان کا اخلاق اور دین برابر نہیں وہ اس میں مختلف ہیں کسی کا زیادہ اور کسی کا کم ہے تو اللہ کی شریعت میں طلاق مشروع کرنا ضروری تھا، کیونکہ ہو سکتا ہے مرد کے قلت دین یا اس کے برے اخلاق یا پھر غلط طبیعت کی بنا پر عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ رہنا اذیت و تکلیف کا باعث ہو، اور اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی کا بیوی کا اولاد کی تربیت کی صلاحیت نہ ہونے یا پھر اچھے طریقہ سے خاوند کا حق معاشرت ادا نہ کرتی ہو تو ایسی بیوی کے ساتھ رہنے میں خاوند کو اذیت و تکلیف ہو سکتی ہے، چنانچہ یہاں طلاق کی مشروعیت حکمت و طبعیت کے موافق ٹھرتی ہے.

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ طلاق کے بعد دونوں ہی کوئی ایسا اختیار کر لیں جس سے ان کی زندگی صحیح ہو جائے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ علیحدہ ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالی انہیں اپنی وسعت سے غنی کر دیگا، اور اللہ سبحانہ و تعالی وسعت والا حکمت والا ہے النساء (130).

اس لیے طلاق دنیا کی انتہا نہیں، ہو سکتا ہے جب خاوند اور بیوی کی طبیعتوں میں نفرت تھی، اور سلوک و اخلاق اور افعال میں موافقت نہ تھی تو اس میں طلاق ہی صحیح وسیلہ ہو سکتا ہے.

اس لیے ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اپنے اور بیوی کے خاندان والوں سے عقل و دانش والے افراد کو درمیان میں لائیں تا کہ وہ آپ کی بیوی کے سلوک اور معاملات میں تغیر کو اسے سمجھا کر مطمئن کر سکیں، اور آپ سے وعدہ کرے کہ ازدواجی زندگی میں وہ آپ کے ساتھ صحیح رہے گی اور اس میں کوئی انحراف اور غلطی نہیں ہوگی.

اور اسے بتایا جائے کہ اس طرح تو یہ شادی برقرار رکھی جا سکتی ہے، اگر تو وہ اسے قبول کر لے تو الحمد للہ، ہو سکتا ہے اللہ تعالی آپ کے مابین محبت و الفت پیدا کر دے اور آپ خیر و بھلائی پر اکٹھے اور جمع رہیں.

ہم آپ کو یہ بھی نصیحت کرتے ہیں کہ آپ شادی سے قبل اسے کچھ عرصہ تك موقع دیں تا کہ آپ پتہ چل سکے کہ وہ آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں کتنی رغبت رکھتی ہے، پھر اسے اس کو نافذ کرنے میں بالفعل کتنی قدرت حاصل ہے.

کیونکہ آپ نے اس کی متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس کی بنا پر ہمیں تو اس موافقت کی رغبت میں شك محسوس ہوتا ہے یا پھر اس کی قدرت پر شك ہے.

اور اگر وہ قبول نہیں کرتی تو ہماری رائے یہی ہے کہ اسے طلاق دے دیں، اور رخصتی یا پھر اولاد ہو جانے کے بعد طلاق ہونے سے آپ کے لیے اور اس کے لیے بھی اب طلاق کا ہونا بہتر ہے، اگر وہ ایسا کر لیتی ہے اور طلاق ہو جاتی ہے تو آپ پر کوئی گناہ نہیں.

کیونکہ یہاں آپ کے حق میں طلاق یا تو واجب ہوگی یا پھر مستحب اور خاص کر جب وہ مخلوط مکان پر ملازمت کرنے پر مصر ہو تو اسے طلاق دینے کے لیے یہی کافی ہے، اور اگر اس کے ساتھ اور معاملات بھی مل جائیں تو پھر کیسے ؟!

واللہ اعلم .